2۔ قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا

خواجہ میر دردؔ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
صریحاً	واضح، صاف	مزکور	ذکر ہونا
مقدور	طاقت، قدرت	تئیں	تک
ناسور	پُرانا اور لاعلاج زخم	محتسب	احتساب کرنے والا قاضی

اشعار کی تشریح:

شعر نمبر۔1

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا　　　پر تیرے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

تشریح:

دوتور دنیا ہے کہ اس دنیا میں جس کو محبوب بنایا جائے دل سو جان سے چاہا جائے وہی آپ پر دُکھ درد کے سیلاب بہا دیتا ہے۔خواجہ میر دردؔ بھی اس شعر میں اپنے محبوب سے گلہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے محبوب میں نے تیرے ہر حکم کی تعمیل کی لیکن محبوب کا بے وفائی کرکے عاشق کو جیتے جی ہی ماردینے کی روایت توپرانی ہے۔ شاعر کہتا ہے آج تک ایسا کسی محبوب نے نہیں کیا کہ وہ اپنے ہی عاشق کی جان لے لے۔ لیکن تم نے ایسا کر کے ایک نیا دستور قائم کردیا ہے تم نے ظلم کی انتہا کردی ہے۔ تمہیں اسکی سزا

بھی ملے گی تیرا ہمیں دیکھ کر نظریں پھیر لینا ہمارے لیے موت سے کم نہیں ہے۔ لیکن تجھے اپنے عاشق پر رحم نہ آیا۔عاشقوں کی قتل کرنے کی رسم کا آغاز کسی نے نہیں کیا۔ یہ تم ہو جو اپنے عاشق کو بے دریغ قتل کرتے ہو اور اپنے دل میں ذرا بھی رحم نہیں لاتے۔یہ انوکھا طرزستم اوریہ نرالا دستور ہے۔ جس کا آغاز تم نے کیا ہے۔اس کی سزا بھی تمہیں ضرور ملے گی۔ اس لیے اس ظلم وستم سے توبہ کرکے بازآجاو۔

شعر نمبر۔2

رات مجلس میں ترے حسن کے شعلے کے حضور　　　شمع کہ منہ پہ جو دیکھا، تو کہیں نور نہ تھا

تشریح:

شاعر خواجہ میردردؔ اس شعر میں اپنے محبوب کے چہرے کی رونق چہرے کے نور کو محفل میں جلتے چراغوں سے بھی معتبر قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے محبوب جب رات محفل میں تو آیا تو چراغوں کی روشنی چمک،نور سب تیرے چہرے کی نورانیت اور تابیانی کے آگے مانند پڑگیے۔ تیرے حسن کے جلوے نے ساری محفل کو توجہ کا مرکزبنائے رکھا۔ رات جب تیرے حسن کے شعلے بھڑک رہے تھے تو ہم نے شمع کی کیفیت بھی دیکھی بظاہر جلنے اور پُرنور ہونے کے باوجود تمہارے سامنے اس کے چہرے پر روشنی نہ تھی۔ محفل کے سبھی پروانے شمع کے گرد اُڑنے کے بجائے تمہارے دیدار کے لیے تمہارے آس پاس جمع ہوگیے۔ گویا کہ پروانے شمع کے نہیں تمہارے دیوانے ہوگیے ہوں۔

شعر نمبر۔3

زکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً، لیکن　　　میں جو پہنچا تو کیا،خیر یہ مزکور نہ تھا

تشریح:

شاعر خواجہ میردردؔ اس شعر میں اپنے محبوب کی نفسیاتی حالت کے بارے میں.بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرا محبوب اوّل تو میرا ذکر کرنا ہی پسند نہیں کرتا اگر غلطی سے میرا ذکر اس کی زبان پر آبھی جائے تو وہ موضع تبدیل کردیتا ہے۔ گویا کہ اسے ہم سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔شاعر اس شعر میں محبوب کی نفسی کیفیت کے بارے میں بتانا چاہتا ہے۔ شاعر کہتا ہے محبوب کی زبان پر ہر وقت اپنے عاشق کا ہی ذکر ہوتا ہے۔ وہ ہر جگہ ہر محفل میں اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن وہ بتانا نہیں چاہتا کہ وہ اپنے محبوب سے کتنا پیار کرتا ہے۔اسی لیے جب ہمارا ذکر اُن کی زبان پر آتا ہے تو وہ موضع ہی بدل لیتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے محبوب چاہے کتنی ہی بے رُخی کرلے لیکن پھر بھی وہ ہمیں نظر انداز نہیں کرسکتا۔ کہیں نہ کہیں وہ بھی ہمارے لیے نرم گوشہ ضرور رکھتا ہے۔

شعر نمبر۔4

باوجودیکہ پر وبال نہ تھے آدم کے　　　واں پہ پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا

تشریح:

اس شعر میں خواجہ میردردؔ انسان کے اشراف المخلوکات ہونے کا ذکر کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ خدا نے انسان کو تمام مخلوق سے افضل پیدا کیا۔ اللہ تعالی نے انسان کو طاقت پرند نہیں عطا کی۔لیکن اس کے باوجود اپنی روحانی قوت کی بنا پر وہ اس مقام کو جا پہنچا جہاں فرشتے قوت وطاقت رکھنے کے باوجود نہیں پہنچ سکے۔ اس شعر میں شاعر نے صنعت تلمیح کے ذریعے واقع معراج کو بیان کیا ہے اور انسانی عظمت کو

سمجھانے کی کامیاب کاوش کی۔ جب ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ حضرت جبرایل ؑ کی رہنمائی میں مکے سے بیت المقدس اور وہاں سے سدرۃالمنتہی پر پہنچے تو حضرت جبرایل نے حضرت محمد ﷺ سے آگے جانے سے معذرت کرلی اور کہا کے یا رسول اللہ ﷺ میں اس سے آگے نہیں جاسکتا۔ پھر اس سے آگے آپ ﷺ خود اکیلے گیے۔ اس واقعے سے انسان کی رفعت وبلندی ہونا ثابت ہے۔

شعر نمبر۔5

پرورش غم کی ترے یاں تئیں تو کی، دیکھا　　　کوئی بھی داغ تھا سینے میں کہ ناسور نہ تھا

تشریح:

اس شعر میں شاعر خواجہ میردردؔ اپنے محبوب سے درد بھرے لہجے سے گلہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے محبوب تیری محبت میں آنے کے بعد مجھے تجھ سے اتنے غم ملے اتنے زخم ملے کے وہ زخم اب ناسور بن چکے ہیں۔ میری بے دریغ محبت کا خوب صلہ دیا تونے شاعر اس شعر میں محبوب کے دیے ہوئے زخموں کو ناسور کا نام دیتا ہے۔ اس سے مرادیہ کہ اے محبوب تیری محبت میرے اندر گھر کرچکی ہے۔ جیسے کوئی اسیر شدہ شے ہو شاعر کہتا ہے اے محبوب تیرے دیے ہوئے زخموں سے بھی ہمیں اتنی ہی محبت ہے جتنی تجھ سے ہے۔ ہم تیرے دیے ہوئے زخموں کی اس طرح حفاظت کرتے ہیں جس طرح تیری محبت کی حفاظت کی۔ تیرے زخموں کی اس طرح حفاظت کی کہ انہیں اپنے دل سے لگائے رکھا۔ حتی کہ وہ ناسور بن چکے تھے۔

شعر نمبر۔ 6

محتسب آج تو مے خانے میں تیرے ہاتھوں　　　دل نہ تھا کوئی، کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا

تشریح:

شاعر خواجہ میردردؔ اس شعر میں کہتا ہے کہ اے ہرنیک وبد پر ٹوکنے والے۔ اے حساب لینے والے آج تو مے خانے آیا اور تونے شرابیوں کا مجاسہ شروع کردیا اور وہ بھی اتنے گستاخ لہجے میں کہ تونے انہیں ڈانٹا اور سزایں بھی سنایں۔ شراب نوشی سے روک کر محتسب نے ایک اچھا عمل انجام دیا۔ لیکن شاعر کہتا ہے اس اچھے عمل کر دوران تونے ان شرابیوں کے دل ان گلاسوں کی طرح توڑ دیے جن میں وہ شراب پیتے تھے۔ان شیشے کے گلاسوں کی طرح ان کے دل ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگیے۔شاعر کہتا ہے تونے شرابیوں کے دل توڑے اور دل توڑنا گناہ ہے۔ اس لیے محتسب نے شراب نوشی جیسی برائی کو رُوکنے کے لیے خود اسے بھی بڑی غلطی کردی۔ اس کی وجہ سے مے خانے میں موجود ہر فرد کا دل ٹوٹ گیا۔ اصولِ دنیا ہے کہ صاحب اقتدار لوگ ہمیشہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔

شعر نمبر۔7

دردؔ کے ملنے سے اے یار! بُرا کیوں مانا　　　اس کو کچھ اور سوا دید کے، منظور نہ تھا

تشریح:

اس شعر میں شاعر خواجہ میردردؔ محبوب کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے محبوب تیری چوکھٹ پر درد خود چل کر آیا اور تونے درد کے آنے پر منہ پھیر لیا۔ اس شعر میں شاعر اپنے تخلص کا استعمال کرتے

ہوئے کہتا ہے کہ درد تیرے دیدار کے لیے آیا تھا اور تونے شور مچاکر پورے محلے کو اکھٹا کرلیا اور میری بدنامی کروائی۔ حالانکہ اے محبوب تیرا عاشق تو اپنے دل سے مجبور ہوکر فقط دیدار یار کو آیا تھا اور تونے ہنگامہ برپا کردیا۔ شاعر کہتا ہے اے محبوب تونے میرے آنے پر اتنی ناراضگی کا اظہار کیوں کیا؟ اگرتو مجھے اِک جھلک اپنے دیدار کی کرنے دیتا تو میری تکلیف کم ہوجاتی اور جو زخم تونے مجھے دیے ہیں ان کی جلن کچھ تو کم ہو جاتی۔ لیکن اے محبوب میرے تجھے بے دریغ چاہنے کے باوجود بھین تونے میری محبت کی کوئی قیمت نہ لگائی اور مجھے اہل محلہ کے سامنے رسوا اور برباد کیا۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ خالی جگہ مناسب لفظ کے انتخاب سے پُر کریں۔

(الف) قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا (معشوق، محبوب، دشمن)

(ب) رات مجلس میں تیرے حسن کے شعلے کے حضور (آگ، حسن، نار)

(ج) واں پہ پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا (انسان، آدمی، فرشتے)

(د) محتسب آج تو مے خانے میں تیرے ہاتھوں (تھانے، جیل خانے، مے خانے)

(ہ) درد کے ملنے سے یار بُرا کیوں مانا (یار، دوست، دشمن)

سوال نمبر ۲۔ ردیف کسے کہتے ہیں؟ دردؔ کی غزل کی ردیف کی نشاندہی کریں

جواب: ردیف:

غزل کے ہر شعر کے دوسرے مصرع میں جو ہم معنی ہم آواز ایک جیسے الفاظ باربار آتے ہیں انھیں ردیف کہتے ہیں۔ دردؔ کی غزل میں "نہ تھا" ردیف ہے۔

سوال نمبر ۳۔ دور، دستور، مذکور وغیرہ اس غزل کے قافیے ہیں۔ ایسے پانچ ہم قافیہ الفاظ لکھیں جو اس غزل میں موجود نہ ہوں۔

جواب: ۱) حور ۲) مجبور ۳) سرور ۴) صبور ۵) غرور

۶) قصور ۷) وفور ۸) لہو ۹) عدو ۱۰) خُو

سوال نمبر ۴۔ کنایہ قریب اور کنایہ بعید میں، مثالوں کی مدد سے فرق واضح کریں۔

جواب: کنایہ قریب:

کنایہ قریب کا مطلب ہے وہ کنایہ جو جلد سمجھ میں آجائے اور اس کے لیے زیادہ غوروفکر کی ضرورت نہ پڑے۔ مثلاً: "سفید پوش "بوڑھے آدمی کو کہتے ہیں اور "سفید پوش "شریف آدمی کو کہتے ہیں۔

کنایہ بعید:

کنایہ بعید اس کو کہتے ہیں جو فوراً سمجھ میں نہ آئے اور اس تک پہنچنے کے لیے سوچ بچار سے کام لیا جائے۔ اس میں عام طور پر کسی چیز کی صفات بیان کی جاتی ہے۔ جن کی مدد سے اس چیز تک پہنچا جاسکتا ہے۔

مثال: ؎ ساقی وہ دے ہمیں کہ ہوں جس کے سبب سے محفل میں آوآتش و خورشید ایک جا

یہاں ساقی سے شراب مانگی گی ہے مگر اس کا نام کہیں نہیں آیا۔ البتہ آب وآتش وخورشید جو اس کی صفات میں سے ہیں، بیان کی گی ہیں۔ یہی صفات بول کر شراب سے کنایہ بعید کیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۵۔ اس غزل کے قوانی لکھیں۔

جواب: دور، ناسور، نور، مذکور، چُور، دستور، منظور

سوال نمبر ۶۔ مندرجہ زیل کی تعریف کریں اور دو مثالیں لکھیں۔

مراعاۃالنظیر، حُسن تعلیل، لف و نشر، تلمیح، تضمین۔

جواب: مراعاۃالنظیر:

جب شاعر شعر کے پہلے مصرے میں کوئی لفظ لاتا ہے اور پھر دوسرے مصرع میں اس الفظ سے متعلق دوسری چیزوں کا ذکر کرتا ہے۔ تو اسے مراعاۃالنظیر کہتے ہیں۔ مثلاً اقبالؒ کے اس شعر میں پہلے مصرع میں فرہاد کا ذکر ہے اور دوسرے مصرے میں اس سے متعلق اشیا کا بیان ہے۔

مثال نمبر ۱۔ ؎ زندگانی کی حقیقت کوہ کن کے دل سے پوچھ

جوئے شیروتیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی

مثال نمبر ۲۔ ؎ آشنا اپنی حقیقت سے ہوا، دہقاں ذرا

دانہ بھی تُو، کھیتی بھی تُو، حاصل بھی تُو

اس شعر میں دہقان کی مناسبت سے دانہ، کھیتی، باراں اور حاصل (فصل) کا ذکر کیا گیا ہے۔

حُسن تعلیل:

جب شاعر شعر میں کسی چیز کی ایسی وجہ یا سبب بیان کرتا ہے جو درحقیقت اس کی وجہ نہیں ہوتی تو اسے صنعت حسن کی تعلیل کہتے ہیں۔

مثال نمبر ۱۔ ؎ تمہارے شہیدوں میں شامل ہوے ہیں

گل ولالہ وار غواں کیسے کیسے

اس شعر میں شاعر سرخ رنگ کے پھولوں کے کھلنے کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ میرے محبوب کے سرخ رنگ سے یہ پھول متاثر ہوئے ہیں۔ حالانکہ پھولوں کے سرخ رنگ کی وجہ یا سبب یہ نہیں بلکہ پھول تو قدرتی طورپر خود سرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔

مثال نمبر ۲۔ ؎ بے سبب زلزلہ عالم میں نہیں آتا

کوئی بیتاب تہہ خاک تڑپتا ہوگا

زلزلہ آنے کا اصل سبب کچھ اور ہے۔ جغرافیہ دانوں نے اس کے کئی ایک اسباب بتائے ہیں۔ لیکن شاعر نے زلزلہ آنے کا سبب یہ بتایا ہے کہ بدقسمت عاشق مرنے کے بعد بھی قبر میں سکون سے نہیں رہتا بلکہ محبت کی بے تابی سے مٹی کے نیچے بھی تڑپتا بھڑکتا رہتا ہے۔

لف و نشر:

لف کا مطلب ہے لپٹنا اور نشر کا مطلب ہے پھیلانا۔ اگر شاعر کسی شعر میں کچھ اشیا کا پہلے ذکر کرے اور پھر ان کے مناسبات کا ذکر کرے تو اسے صفت لف و نشر کہتے ہیں۔

مثال نمبر ۱۔ ؎ ترے رخساروقدم وچشم کے ہیں عاشق زار

گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا

پہلے مصرع رخسار، قدم اور چشم کی مناسبت سے دوسرے مصرع میں گل، سرور اور نرگس کے الفاظ لائے ہ

مثال نمبر ۲۔ ؎ برابری کا تری گل نے جو خیال کیا

صبا نے مار طمانچے منہ اس کا لال کیا

پھول کی سرخی کی وجہ یہ بتائی گی ہے کہ اس نے حسن ونزاکت میں محبوب کی برابری کا خیال کیا۔ اس گستاخی کی سزا کے طورپر ہوا نے طمانچے مارمار کر اس کے گال سرخ کردیے ہیں۔

تلمیح:

جب شاعر اپنے کلام میں کسی قرآنی یا تاریخی واقعے، داستان یا کہانی کی طرف اشارہ کرے تو اسے صنعت تلمیح کہتے ہیں۔

مثال نمبر ۱۔ ؎ منصور کو ہوا لب گویاپیام موت

اب کیا کسی کے عشق کا دعوی کرے کوئی

علامہ اقبال کے اس شعر میں منصور کے اس تاریخی واقعے کی طرف اشارہ موجود ہے جب اسے پھانسی پر لٹکایا گیا تھا۔

مثال نمبر ۲۔ ؎ ہم نے کیا کیا نہ ترے ہجر میں محبوب کیا

صبر ایوبؑ کیا گریہ یعقوبؑ کیا

اس شعر میں حضرت ایوبؑ کے صبر اور حضرت یعقوبؑ کے رونے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

تضمین:

تضمین کے لغوی معنی ہیں "ملانا" یا "شامل کرنا۔ "علمِ بدیع کی رُو سے تضمین سے مراد کسی شاعر کے ایک مصرے پر دوسرا مصرع لگانا۔یعنی شاعر جب کسی دوسرے شاعر کے ایک مصرع کے ساتھ دوسرا مصرع اپنا لگاتا ہے تو اس کو صنعتِ تضمین کہتے ہیں دسورے شاعر کے مصرع کو واوین ("") میں لکھا جاتا ہے۔

مثال نمبر ۱۔ ؎ آج کل یہ ہے نماز اور کبھی وہ تھی، نماز

"ایک ہی صف میں کھڑے ہوگے محمودوایاز"

اس شعر میں پہلا مصرع سیّد محمد جعفری کا اور دوسرا اقبالؒ کا ہے

مثال نمبر ۲۔ ؎ غالبؔ اپنا یہ عقیدہ ہے بقول ناسخؔ

"آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میرؔ نہیں"

اس شعر میں پہلا مصرع غالبؔ کا جب کہ دوسرا ناسخؒ کا ہے۔

سوال نمبر ۷۔ آپ کو اس غزل میں دردؔ کا کون سا شعر پسند ہے اور کیوں؟

جواب: ؎ باوجودیکہ پروبال نہ تھے آدم کے

واں پہ پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا

مجھے خواجہ میر دردؔ کی غزل کا یہ شعر بہت پسند ہے۔ کیونکہ یہ شعر تصوّف اور تغزل کا ایک ایسا دلفریب اور لآویز امتزاج ہے۔ جس کی مثال بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ اس شعر میں انھوں نے تصوّف کی خشکی کو تغزل کی چاشنی دے کر بہت خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔